گائے کی قربانی کے بارے میں بہترین طریقہ

انفس الفکر فی قربان البقر

۱۲۹۸ھ

تصنیف لطیف:۔ اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

ALAHAZRAT NETWORK
اعلیٰحضرت نیٹ ورک
www.alahazratnetwork.org

انفس الفکر فی قربان البقر ۱۲۹۸ھ

(گائے کی قربانی کے بارے میں بہترین طریقہ)

مسئلہ ۱۸۴ عجیبہ از مراد آباد شوال ۱۲۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مذہب حنفیہ اس مسئلہ میں کہ گاؤکشی کوئی ایسا امر ہے جس کے نہ کرنے سے کوئی شخص دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے، یا اگر کوئی معتقد اباحت ذبح ہو مگر کوئی گائے اس نے ذبح نہ کی ہو یا گائے کا گوشت نہ کھایا ہو، ہرچند کہ اکل اس کا جائز جانتا ہے، تو اس کے اسلام میں کچھ فرق نہ آئے گا، اور وہ کامل مسلمان رہے گا، گاؤکشی کوئی واجب فعل ہے کہ جس کا تارک گنہگار ہوتا ہے، یا اگر

ع اہم وضاحت (ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء کا نمونہ ومصداق) ۱۲۹۸ ہجریہ کا ربع اخیر ہے شوال مکرم کا ماہ منیر ہے، اس نے خاتمۃ المحققین امام المدققین والد ماجد حضرت مصنف علام مدظلہ وقدس سرہ الشریف کے وصال کو دس مہینے ہوئے ہیں بضرورت انتظام معاش جانب جائداد چند روز ابتدا میں توجہ کرنی ہوئی ہے اس لئے حضرت مصنف مدظلہ اپنے دیہات میں تشریف رکھتے ہیں کہ وہیں یہ سوال پہنچا اس وقت کھیتوں کا معاینہ تھا آدمی نے وہیں سوال پیش کیا، بنگاہ اولین

(باقی برصفحہ آئندہ)

35
35

کوئی شخص گاؤکشی نہ کرے صرف اباحتِ ذبح کا دل سے معتقد ہو تو وُہ گنہ گار نہ ہوگا، جہاں بلاوجہ اس فعل کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اُس کے اندرونی مقصد کو پہچان لیا کہ اگرچہ یہاں بعض مسلمانوں نے بھیجا مگر اصل سائل ہنود ہیں اور فوراً معلوم کیا کہ وہ اس سے کیا چاہتے ہیں، اور اہلِ اسلام کو کیسے نقصان پہنچانے کا ارادہ کرتے ہیں، عصر کا وقت تھا، فرمایا: صبح جواب دیا جائے گا۔ دیہات میں کتابیں نہ تھیں، دوسرے دن وُہ جواب تحریر فرمادیا جو ناظرین نے ملاحظہ فرمایا' جس نے بحمد اللہ تعالٰی فریب دینے والوں کے مکر کو خاک میں ملایا، والا حضرت حامیِ سنت حضرت مولٰنا مولوی محمد ارشاد حسین صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ اور علمائے رامپور نے اُس پر تصدیقیں لکھیں اور حضرت مولٰنا موصوف مرحوم نے مقاصد کو پہچان کر تصدیق میں تحریر فرمایا "لہ ناقد بصیر" یہ پرکھنے والا آنکھیں رکھتا ہے یعنی اس کا دیدہ بصیرت نورِ الٰہی سے منور ہے کہ مکاروں کے مخفی مکر کی تہ تک پہنچ گیا اور اُس کا قلع قمع کیا، ذٰلك فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء ط واللّٰه ذوالفضل العظیم[1] (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ ت)'

جب جناب مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کا فتاوٰی ۱۳۰۵ھ میں چھپا اس کے دیکھنے سے معلوم ہُوا کہ یہ سوال اُسی ماہ وسال میں اُن کے پاس بھی گیا تھا، یہاں مراد آباد سے آیا، وہاں مرزا پور سے گیا تھا، اور عجب نہیں کہ مختلف مقامات سے اور علماء کے پاس بھی بھیجا ہو، اوروں کا جواب تو کیا معلوم مگر جناب لکھنوی صاحب کا جواب چھپا جس سے ظاہر ہُوا کہ عیاروں کا دھوکا اُن پر چل گیا اُنھوں نے غور نہ فرمایا کہ سوال کے تیور کیا ہیں' اس کا سائل کون ہونا چاہئے، اس سے اس کی غرض کیا ہے۔ سیدھا سادہ پاؤں تلے کا جواب لکھ دیا کہ:

"گاؤکشی واجب نہیں، تارک گنہ گار نہ ہوگا، بقصد اثارت فتنہ گاؤکشی نہ چاہئے بلکہ جہاں فتنہ کا ظن غالب ہو احتراز اولٰی ہے قربانی اونٹ کی بہتر ہے۔ محمد عبدالحی"[2]

وہیں کے اور دو صاحبوں نے مُہر کی، اس پر مسلمانوں کی ضرورت ہُوئی کہ اہلِ افتا کو ہوشیار کریں اُنھیں دُنیا کی حالت' ملک کی رنگت دکھائیں خود اپنے جواب کو صحیح معنے کی طرف پھیرنے کی راہ بتائیں، لہٰذا اس پر دو سوال ہُوئے:

سوال اوّل: "حضرات علماء سے جن کی مواہیر اس پرچہ پر ثبت ہیں استفسار ہے کہ جواب میں آپ کی مراد اس جملہ سے آیا یہ ہے کہ ابتدائے فتنہ اہلِ اسلام کی طرف سے نہ ہو یعنی

(باقی اگلے صفحہ پر)

---

[1] القرآن الکریم ۵۷/۲۱

[2] مجموعۂ فتاوٰی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/۲۸۲ و ۲۸۳

ارتکاب سے ثوران فتنہ و فساد ہو اور مفضی بضرر اہلِ اسلام ہو، اور کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو اور عملداری

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

جہاں عملداری ہنود کی ہو وہاں بقصدِ فتنہ انگیزی گاؤ کشی نہ کریں یا یہ کہ بلادِ ہند وغیرہ میں جہاں ہمیشہ سے اہلِ اسلام گائے ذبح کرتے آئے اور کبھی اُن کو مقصود فتنہ انگیزی نہ ہوئی بلکہ اجرائے حکم شریعت، اب اگر مسلمان ان بلاد میں گائے ذبح کرے اور ہندو بنظرِ تعصب منع کریں تو مسلمان اُس سے باز رہے[1]"۔

طبیعت میں حق کی طرف رجوع کا مادہ تھا اس سوال سے تنبّہ ہُوا اور حضرات علمائے یہ **جواب** تحریر فرمایا:

"گائے ذبح کرنا اگرچہ مباح ہے واجب نہیں، مگر ایسا مباح نہیں کہ کسی زمانہ یا بلادِ خاص میں اس کا رواج ہو بلکہ یہ طریقہ قدیمہ ہے زمانِ آنحضرت صلعم[ع] و صحابہ و تابعین و جملہ سلف صالحین سے تمام بلاد و امصار میں، اور اسکی اباحت پر اجماع ہے تمام اہلِ اسلام کا، ایسے امر شرعی ماثور قدیم سے اگر ہنود روکیں تو مسلمان کو اس سے باز رہنا نہیں درست ہے بلکہ ہرگاہ ہنود ایک امر شرعی قدیم کے ابطال میں کوشش کریں، اہلِ اسلام پر واجب ہے کہ اس کے ابقا و اجراء میں سعی کریں، اگر ہنود کے کہنے سے اس فعل کو چھوڑیں گے تو گنہگار رہوں گے، اور مقصود اس جملہ میں جو جواب سابق میں ہے یہ ہے کہ بقصد برانگیختہ کرنے فتنہ و فساد کے گاؤ کشی نہ چاہیے مثلاً جہاں عملداری ہنود کی ہو وہاں مسلمان بقصد ابتدائے مردم آزاری خواہ مخواہ ذبح کریں یا عید الضحٰی میں کسی ہندو کے مکان کے قریب جا کے بایں خیال ذبح کریں کہ فتنہ قائم ہو ایسی صورتوں کا ارتکاب نہ چاہیے بلکہ ایسی حالت میں ترکِ اولیٰ ہے اور بلادِ ہندوستان وغیرہ میں ترکِ اولیٰ نہیں بلکہ اُس کے ابقا میں سعی واجب ہے[2]"۔

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

سوال تو پہلے بھی بلادِ ہندوستان ہی سے آیا تھا مگر اُس وقت غور نہ فرمایا گیا۔

(باقی بر صفحہ آیندہ)

ع استغفر اللہ بلکہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ کاتب

---

[1] مجموعہ فتاوٰی عبدالحی | کتاب الاضحیہ | مطبع یوسفی لکھنؤ | ۲/ ۸۳-۲۸۲

[2] " " " | " | " | ۲۸۳/۲

اسلام بھی نہ ہو تو وہاں بدیں وجہ اس فعل سے کوئی باز رہے تو جائز ہے، یا یہ کہ بلا سبب ایسی حالت میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

"فی الواقع اُن بلاد میں مسلمانوں کو گاؤکشی باقی رکھنے میں کوشش لازم ہے اور مراد اُس فقرہ سے یہ ہے کہ جہاں عملداری خاص ہنود کی ہے اور گاؤکشی وہاں زینہار نہیں ہوتی اُس جگہ باعلان گاؤکشی کرنا بنظر فتنہ اولیٰ نہیں۔[1]" محمد عبدالوہاب

"فی الواقع مقصود جملہ سابق سے یہ ہے کہ بارادہ برانگیختہ کرنے فساد کے عملداری خاص ہنود میں جہاں گائے ذبح نہ ہوتی ہو گاؤکشی باعلان نہ چاہئے یا ہندو کے ہمسایہ میں علانیہ ذبح کرنا بارادہ فساد نہ چاہئے جن بلاد مواضعات ہند میں رواج گاؤکشی چلا آیا ہے اب کوئی ہندو بپاس تعصب منع[2] کرے تو مسلمانوں کو بپاس حمیت اسلامی ابقائے گاؤکشی میں کوشش بلیغ لازم ہے زینہار ترک نہ کریں گاؤکشی شعارِ مسلمانی ہے احتمالِ فساد ہو تو بذریعہ حکام رفع کرنا اس کا بابقائے رواج قدیم واجب ہے بخوف فساد ہنود ذبح گائے سے زینہار باز نہ رہیں، ذبح گاؤ شعائرِ اسلام سے ہے اہمال اس کا بلاوجہ وجیہہ جائز نہیں۔" ابوالحیا محمد عبدالحلیم

"ہاں ابتداءً اثارت فتنہ نہ چاہئے اور یہی معنی ہیں فقرہ جواب سابق کے پس جن بلاد میں ذبح گاؤ مروج ہے منع کرنا ہنود کا اُن کی جانب سے اثارتِ فتنہ وفساد ہوگا اُس کو دفع کرنا مسلمانوں کو ضرور ہے۔[3]" ابوالغنا محمد عبدالحلیم ۱۰۹۲

سوال دوم از بھاگل پور شوال ۱۲۹۸ھ

"اگر مسلمان گائے کی قربانی یا واسطے کھانے کے گائے ذبح کرنا چاہے اور ہنود بوجہ تعصب یا بنظرِ توہینِ اسلام روکیں تو مسلمانوں کو گائے کی قربانی یا گائے کے ذبح سے رکنا چاہئے یا کیا کرے، اگر از جانب ہنود فساد کا احتمال ہے مگر اس کا دفع بذریعہ حکام ممکن تو صرف بلحاظ فتنہ مذکور باز آنا چاہئے یا کیا کرے، یہ امر ظاہر ہے کہ اونٹ ان ملکوں میں کم ہیں

(باقی بر صفحہ آئندہ)

[1] مجموعہ فتاوٰی عبدالحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/۲۸۳

[2] " " " " " " ۲/۲۸۴

[3] " " " " " " ۲/۲۸۴-۸۵

میں بقصد اثارت فتنہ و فساد ارتکاب اُس کا واجب ہے ، اور قربانی اونٹ کی بہتر ہے یا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

اگر دستیاب بھی ہوئے تو بہت قیمت سے ، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سات بھیڑ کی قیمت ایک گائے سے زیادہ ہوتی ہے' اور اگر ہنود کہیں تم گائے مت کرو اونٹ بھیڑ قربانی کرو' تو اُس کو مان لینا واجب ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا۔

جواب : گائے ذبح کرنے کا جواز قرآن و حدیث سے ثابت ہے ، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ نے زمانۂ آنحضرت علیہ السلام میں اور بعد آنحضرت صلعم کے اس کو ذبح کیا ہے اس کے گوشت حلال اور ذبح جائز ہونے پر اتفاق ہے تمام مسلمانوں کا ، خواہ بروز عید ہو یا اور روز ، تو مسلمان کو باز آنا نہیں درست ہے ، اور ہندو کی ممانعت تسلیم کر لینا نہیں جائز ہے ، تسلیم کرنا موجب اُن کے اعتقاد باطل کی تقویت و ترویج کا ہوگا ، یہ کسی طرح شرع میں جائز نہیں ، اونٹ اگرچہ گائے سے اولیٰ ہے مگر کوئی شخص اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا علی الخصوص جب ہنود بغرض تعصب کہیں کہ خواہ مخواہ اُونٹ یا بکری کرو ، مسلمانوں کو ضرور ہے کہ قولِ ہنود تسلیم کریں اور گاؤ کشی کو کہ اسلام کا طریقۂ قدیمہ ہے ترک نہ کریں بوجہ احتمال فساد ہنود گائے ذبح کرنے سے رکنا نہ چاہئے ۔"[1]

ابو الحسنات محمد عبد الحی | ابو الحیا محمد عبد الحلیم

"قربانی گائے کی شعارِ اسلام ہے اس کا موقوف کرنا بسبب ممانعت ہنود معصیت ہے ۔"[2]

عبد الوہاب | ابو الغنا محمد عبد المجید | ابو الاحیا محمد نعیم | ابو الاکرم محمد اکرم

یہ مجموعہ فتاویٰ جلد دوم طبع اول ص ۱۴۸ تا ص ۱۵۵ کا اقتباس ہے ، الحمد للہ کہ آخر میں وہی سمجھنا پڑا جو حضرت مصنف مدظلہ نے بنگاہِ اولین خیال فرمالیا ، ذٰلك فضل اللّٰه یؤتیه من یشاء واللّٰه ذو الفضل العظیم ، ان فتاویٰ کی نقل سے یہ بھی مقصود ہے کہ حضرت مصنف مدظلہ کے حکم وجوب کی بعض تائیدات واضح ہوں تاکہ بعض عوام کو زیادت اطمینان ملے وباللّٰہ التوفیق ۔

کتبہ ابو العلا امجد علی الاعظمی
عفی عنہ بمحمدن النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ع۱ و ع۲ اوّل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] مجموعہ فتاویٰ عبد الحی کتاب الاضحیہ مطبع یوسفی لکھنؤ ۲/۲۸۵

[2] " " " " " " " " ۲/۸۶-۲۸۵

گائے گی؟ بینوا توجروا۔

الجواب

واللّٰہ سبحٰنہ موفق الصدق والصواب، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، اللّٰھم صلّ وسلّم وبارك علٰی سیدنا محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین، اللّٰھم بك نستعین۔

اصل مسئلہ کے جواب سے پہلے دو امر ذہن نشین کرنا لازم:

اوّل یہ کہ ہماری شریعتِ مطہرہ اعلیٰ درجہ حکمت ومتانت ومراعات دقائق مصلحت میں ہے، اور جو حکم عرف ومصالح پر مبنی ہوتا ہے انھیں چیزوں کے ساتھ دائر رہتا ہے، اور اعصار وامصار میں اُن کے تبدل سے متبدل ہوجاتا ہے، اور وہ سب احکام احکامِ شرع ہی قرار پاتے ہیں، مثلاً زمان برکت نشان حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں بوجہ کثرت خیر ونایابی فتنہ وشدتِ تقوٰی وقوت خوف خدا عورتوں پر ستر واجب تھا نہ حجاب، اور زنانِ مسلمین برائے نماز پنجگانہ مساجد میں جماعتوں کے لئے حاضر ہوتیں، بعد حضور کے جب زمانے کا رنگ قدرے متغیر ہوا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے فرمایا:

لوان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم رأی من النساء ما رأینا لمنعھن من المسجد کما منعت بنو اسرائیل نساءھا۔[1] رواہ احمد والبخاری ومسلم۔

یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہمارے زمانے کی عورتوں کو ملاحظہ فرماتے تو انھیں مساجد جانے سے ممانعت کرتے جیسے بنی اسرائیل نے اپنی عورتوں کو منع کردیا تھا (اسے امام احمد و بخاری ومسلم نے روایت کیا۔ ت)

جب زمانۂ رسالت سے اور بُعد ہُوا ائمۂ دین نے جوان عورتوں کو ممانعت فرمادی، جب اور فساد پھیلا، علماء نے جوان وغیر جوان کسی کے لئے اجازت نہ رکھی، درمختار میں ہے:

یکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ مطلقا ولو عجوزا لیلا علی المذھب المفتی بہ لفساد الزمان۔[2]

رات کو عورتوں کا خواہ بوڑھی ہوں جماعت میں حاضر ہونا مکروہ ہے اور اگر جمعہ، عید اور وعظ کی مجلس ہو تو مفتی بہ مذہب میں مطلقاً مکروہ ہے زمانہ کے فساد کی وجہ سے (ت)

---

[1] مسند احمد بن حنبل مروی از عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا دارالفکر بیروت ۶/ ۹۱
صحیح بخاری باب خروج النساء الی المساجد باللیل قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۲۰
صحیح مسلم باب خروج النساء الی المساجد " " " ۱/ ۱۸۳

[2] درمختار باب الامامۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۸۳

فتح القدیر میں فرمایا :

عمم المتاخرون المنع للعجائز والشواب فی الصلوات کلھا لغلبۃ الفساد فی سائر الاوقات[1]

غلبۂ فساد کی وجہ سے تمام اوقات کی نمازوں میں عموماً بوڑھی اور جوان عورتوں کا نکلنا متاخرین علماء نے منع فرمایا ہے۔ (ت)

حالانکہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا :

اذا استأذنت احدکم امرأتہ الی المسجد فلا یمنعھا[2]۔ رواہ احمد والشیخان والنسائی عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما۔

جب تم میں کسی کی عورت مسجد جانے کی اجازت مانگے تو اسے منع نہ کرے (اسے احمد، بخاری، مسلم اور نسائی نے ابنِ عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا۔ ت)

دوسری حدیث میں فرمایا :

لا تمنعوا اماء اللہ مساجد اللہ[3]۔ رواہ احمد و مسلم عن ابن عمر واحمد وابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

اللہ کی کنیزوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ (اسے امام احمد اور مسلم نے ابن عمر سے اور احمد و ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت کیا۔ ت)

پھر ان ائمہ وعلماء کے یہ احکام ہرگز حکمِ اقدس کے خلاف نہ ٹھہرے، بلکہ عین مطابق مقصودِ شرع قرار پائے، اسی طرح رفتہ رفتہ حاملانِ شریعت وحکمائے امت نے حکمِ حجاب دیا اور چہرہ چھپانا کہ صدرِ اوّل میں واجب نہ تھا واجب کردیا، نہایہ میں ہے :

سدل الشیئ علی وجھھا واجب علیھا[4]۔

چہرے پر پردہ لٹکانا عورت پر واجب ہے (ت)

---

[1] فتح القدیر باب الامامۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۱۷

[2] صحیح البخاری باب استیذان المرأۃ زوجہا بالخروج الی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۲۰

صحیح مسلم باب خروج النساء الی المساجد " " " ۱/۱۸۳

[3] صحیح مسلم " " " " " "

سنن ابی داؤد " " " آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۸۴

[4] المسلک المتقسط علی لباب المناسک بحوالہ النہایۃ مع ارشاد الساری فصل فی احرام المرأۃ دار الکتاب العربی بیروت ص ۶۸

شرح لباب میں ہے:

دلت المسئلۃ علی ان المرأۃ منھیۃ عن اظہار وجہھا للاجانب بلا ضرورۃ۔[1]

یہ مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ عورت کو بلا ضرورت اجنبی لوگوں پر اپنا چہرہ کھولنا منع ہے (ت)

تنویر میں ہے:

تمنع من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ۔[2]

فتنہ کے خوف سے مردوں میں عورت کو چہرہ کھولنے سے روکا جائے۔ (ت)

اسی قسم کے صدہا احکام ہماری شریعت میں ہیں ومن القواعد المقررۃ فی شریعتنا المطھرۃ ان الحکم یدور مع علتہ (ہماری شریعت مطہرہ کے مسلمہ قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ حکم اپنی علت کے ساتھ دائر ہوتا ہے۔ ت)

دوم واجبات و محرمات ہماری شریعت میں دو۲ قسم ہیں:

ایک لعینہ یعنی جس کی نفس ذات میں مقتضی ایجاب و تحریم موجود ہے، جیسے عبادت خدا کی فرضیت اور بُت پرستی کی حرمت۔

دوسرے لغیرہ یعنی وہ کہ امور خارجہ کا لحاظ ان کی ایجاب و تحریم کا اقتضا کرتا ہے اگرچہ نفس ذات میں کوئی معنی اس کو مقتضی نہیں، جیسے علم صرف و نحو کا وجوب کہ ہمارے رب تعالٰی کی کتاب اور ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا کلام زبان عربی میں ہے اور اس کا فہم بے اس علم کے متعذر، لہذا واجب کیا گیا، اور افیون اور بھنگ وغیرہما مسکرات کی حرمت کہ اُن کا پینا ایک ایسی نعمت یعنی عقل کو زائل کر دیتا ہے جو ہر خیر کی جالب اور ہر فتنہ و شر سے بچانے والی ہے، اسی قبیل سے ہے شعار کہ مثلاً انگرکھے کا سیدھا پردہ ہماری اصل شریعت میں واجب نہیں، بلکہ ہمارے شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کبھی انگرکھا نہ پہنا، نہ حضور کے ملک میں اس کا رواج تھا، مگر اب کہ ملک ہندوستان میں شعارِ مسلمین قرار پایا اور اُلٹا پردہ کفار کا شعار ہُوا، تو اب سیدھا پردہ چھوڑ کر الٹا اختیار کرنا بلاشبہہ حرام، اسی طرح بوجہ عرف و قرارداد امصار و بلاد جس مباح کا فعل عزت و شوکتِ اسلام پر دلالت کرے اور اسے چھوڑ دینے میں اسلام کی توہین اور کفر کا غلبہ سمجھا جائے، قواعدِ شرعیہ بالیقین اُس سے باز رہنے کی تحریم کرتے ہیں، اور مبنٰی اس کا وہی نظر مصالح و اعتبار عرف و مراعات اقتضائے امور خارجہ ہے، جسے ہم دونوں مقدمۂ سابقہ میں بیان کر آئے،

---

[1] المسلک المتقسط علی لباب المناسک بحوالۃ النہایۃ مع ارشاد الساری، فصل فی احرام المرأۃ دار الکتاب العربی بیروت ص ۶۸

[2] درمختار شرح تنویر الابصار باب شروط الصلوٰۃ مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۶۶

جب یہ امور منقح ہولئے تو اب اصل مسئلہ کا جواب لیجئے :

گاؤکشی اگرچہ بالتخصیص اپنے نفس ذات کے لحاظ سے واجب نہیں، نہ اس کا تارک باوجود اعتقاد اباحت بنظر نفس ذات فعل گنہگار، نہ ہماری شریعت میں کسی خاص شئی کا کھانا بالتعیین فرض، مگر ان وجوہ سے صرف اس قدر ثابت ہُوا کہ گاؤکشی جاری رکھنا واجب لعینہ، اور اس کا ترک حرام لعینہ نہیں، یعنی ان کے نفس ذات میں کوئی امر ان کے واجب یا حرام کرنے کا مقتضی نہیں، لیکن ہمارے احکام مذہبی صرف اسی قسم کے واجبات و محرمات میں منحصر نہیں، بلکہ جیسا ان واجبات کا کرنا اور ان محرمات سے بچنا ضروری وحتمی ہے، یونہیں واجبات و محرمات لغیرہا میں بھی امتثال واجتناب اشد ضروری ہے، جس سے ہم مسلمانوں کو کسی طرح مفر نہیں، اور اُن سے بالجبر باز رکھنے میں بیشک ہماری مذہبی توہین ہے جسے حکامِ وقت بھی روا نہیں رکھ سکتے۔

ہم ہر مذہب وملت کے عقلاء سے دریافت کرتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں گاؤکشی بند کردی جائے، اور بلحاظ ناراضی ہنود اس فعل کو کہ ہماری شرع ہرگز اس سے باز رہنے کا ہمیں حکم نہیں دیتی، یک قلم موقوف کیا جائے تو کیا اس میں ذلتِ اسلام متصور نہ ہوگی، کیا اس میں خواری ومغلوبیِ مسلمین نہ سمجھی جائے گی، کیا اس وجہ سے ہنود کو ہم پر گردنیں دراز کرنے اور اپنی چیرہ دستی پر اعلیٰ درجہ کی خوشی ظاہر کرکے ہمارے مذہب و اہلِ مذہب کے ساتھ شماتت کا موقع ہاتھ نہ آئے گا، کیا بلا وجہ وجیہہ اپنے لئے ایسی دناءت و ذلت اختیار کرنا اور دوسروں کو دینی مغلوبی سے اپنے اوپر ہنسوانا ہماری شرع جائز فرماتی ہے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں، ہماری شرع ہرگز ہماری ذلت نہیں چاہتی، نہ یہ متوقع کہ حکامِ وقت صرف ایک جانب کی پاسداری کریں اور دوسری طرف کی توہین و تذلیل روا رکھیں۔

سائل لفظ ترک لکھتا ہے، یہ صرف مغالطہ اور دھوکا ہے، اس نے "ترک" اور "کف" میں فرق نہ کیا، کسی فعل کا نہ کرنا اور بات ہے اور اس سے بالقصد باز رہنا اور بات، ہم پُوچھتے ہیں کہ اس رسم سے جس میں صدہا منافع ہیں یک قلم امتناع آخر کسی وجہ پر مبنی ہوگا، اور وجہ سوا اس کے کچھ نہیں کہ ہنود کی ہٹ پُوری کرنا، اور مسلمانوں نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کے اسبابِ معیشت میں کمی وتنگی کردینا، ہم اہلِ اسلام کی ابتدائے عہد سے بڑی غذا جس کی طرف ہماری طبیعتیں اصل خلقت میں راغب اور اس میں ہمارے لئے ہزاروں منافع اور اس سے ہمارے خالق تبارک وتعالیٰ نے قرآن عزیز میں جا بجا ہم پر منت رکھی، گوشت ہے۔

قال ربنا تبارك وتعالیٰ ومن الابل و من البقر اثنین ط قل ءٰالذکرین حرم

ہمارے رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا، اُس نے تمہارے لئے بنائے اُونٹ میں سے دو[۲] (نر و مادہ)

ام الانثیین ما اشتملت علیہ ارحام الانثیین[1]

اور گائے میں سے دو (ان کافروں سے) فرما دو اللہ تعالیٰ نے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ یا وہ جو دونوں مادہ کے پیٹ میں ہے۔

وقال تعالیٰ اولم یروا انا خلقنا لھم مما عملت ایدینا انعاما فھم لھا مالکون ○ وذللناھا لھم فمنھا رکوبھم ومنھا یاکلون ○ ولھم فیھا منافع ومشارب افلا یشکرون[2]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا انھیں نہیں سوجھتا کہ ہم نے اپنی قدرتی بنائی ہوئی چیزوں میں سے اُن کے لئے چوپائے پیدا فرمائے تو وہ ان کے مالک ہیں، اور ہم نے اُن چوپاؤں کو ان کا مسخر کر دیا تو ان میں کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کا گوشت کھاتے ہیں، اور اُن کے لئے اُن میں منافع ہیں اور پینے کی چیز، تو کیا شکر نہ کریں گے الیٰ غیر ذٰلک من الآیات۔

اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث میں گوشت کو دُنیا و آخرت کے سب کھانوں کا سردار اور سب سے افضل و بہتر فرمایا[3]۔

والحدیث مخرج بطرق عدیدۃ من عدۃ من الصحابۃ الکرام رضوان تعالیٰ علیھم اجمعین۔

یہ حدیث متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متعدد طرق سے تخریج شدہ ہے۔ (ت)

اور بیشک بکری کا گوشت دواماً ہمارے ہر امیر و فقیر کو دستیاب نہیں ہو سکتا خصوصاً مسلمانانِ ہندوستان کہ ان میں ثروت بہت کم اور افلاس غالب ہے، غریبوں کی گزر بے گوشت گاؤ کے نہیں، اور کتبِ حکمت بھی شاہد کہ اصل غذا انسان کی گوشت ہے، عناصر غذائے نباتات، نباتات غذائے حیوانات، حیوانات غذائے انسان، اور بیشک اس کے کھانے میں جو منفعتیں اور ہمارے جسم کی اصلاحیں اور ہمارے قوٰی کی افزائشیں ہیں اس کے غیر سے حاصل نہیں، اور مرغوبی کی یہ کیفیت کہ ہر شخص اپنے وجدان سے جان سکتا ہے کہ کیسا ہی لذیذ کھانا ہو، چند روز متواتر کھانے سے طبیعت اس سے سیر ہو جاتی ہے، اور

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۴

[2] " ۳۶/ ۷۱ تا ۷۳

[3] سنن ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب اللحم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۴۵

زیادہ دن گزریں تو نفرت کرنے لگتی ہے بخلاف نان گندم و گوشت کہ عمر بھر کھائے تو اس سے تنفر نہیں ہوتا، معہذا گائے کی کھال وغیرہ سے جو ہزارہا قسم کے منافع ملتے اور ان منفعتوں میں ہنود بھی ہمارے شریک ہوتے ہیں، اور چند اقوام کی تجارتیں اور ان کے رزق کے ظاہری سامان اُسی گاؤکشی کا نتیجہ ہیں۔

تو سائل کا یہ قول کہ "کوئی فائدہ اس فعل پر مرتب نہ ہو" محض تصویر غلط ہے، اور گائے کی قربانی خاص ہمارے شعائر دین سے ہے، ہمارا مالک و مولٰی تبارک و تعالٰی صریح ارشاد فرماتا ہے:

والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ[1] اور اونٹ اور گائے کو کیا ہم نے تمہارے لئے خدا کے شعاروں میں سے۔

اور یقیناً معلوم کہ ہمارے ملک میں اونٹ ہماری غذا و ادائے واجب قربانی کے لئے کفایت نہیں کر سکتے، اول تو سخت گراں، دوسرے بہ نسبت گاؤ نہایت قلیل الوجود، اور اگر گاؤکشی موقوف کرکے اونٹ پر کفایت کی جائے تو چندروز میں اونٹ کی قیمت دہ چند ہو جائے گی، اور یہ نفع عام جو ہمارے غرباء کو پہنچتا ہے ہرگز متصور نہ رہے گا، اور عجب نہیں کہ رفتہ رفتہ بوجہ قلت اونٹ حکم عنقا کا پیدا کرے، تو رفع حاجت دائمہ اس سے متوقع نہیں، اور بکری کا گوشت کھانے کے لئے بھی تھوڑے لوگوں کو ملتا ہے، اور قربانی کے واسطے بھی ہر شخص ایک بکری جداگانہ کرے کہ سال بھر سے کم کی نہ ہو، اور اُس کے اعضاء بھی عیب و نقصان سے پاک ہوں بخلاف اس غریب پرور جانور یعنی گائے کے کہ ہمارے مسئلہ شرعیہ سے اس میں سات شخص شریک ہو سکتے ہیں، اور بیشک سات بکریاں ایک گائے سے ہمیشہ گراں رہتی ہیں۔

معہذا ہمارے مذہب میں اس کا جواز اور ہنود کے یہاں ممانعت ایک پلہ میں نہیں، ہماری اصل شریعت میں اس کا جواز موجود، قرآن مجید میں ہے:

ان اللہ یأمرکم ان تذبحوا بقرۃ۔[2] بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔ (ت)

وشرائع من قبلنا اذا قصھا اللہ تعالٰی علینا من دون انکار شرائع لنا[3] (ملتقطا) کما نص علیہ فی کتب الاصول۔ ہم سے پہلی شریعتوں کو جب اللہ تعالٰی بیان فرما کر منع نہ فرمائے تو وہ ہماری شریعت ہو جاتی ہے (ملتقطا) جیسا کہ کتب اصول میں منصوص ہے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/۳۶

[2] القرآن الکریم ۲/۶۷

[3] اصول البزدوی باب شرائع من قبلنا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۳۲

اور ہنود کے اصل مذہب میں کہیں اس کی ممانعت نہیں، متاخرین نے خواہ مخواہ اس کی تحریم اپنے سر باندھ لی، بلکہ کتب ہنود گواہی دیتی ہیں کہ پیشوایانِ ہنود بھی گائے کا مزہ چکھنے سے محروم نہ گئے، جسے اس کی تفصیل دیکھنی ہو سوط اللہ الجبار وغیرہ کتب رد ہنود کا مطالعہ کرے۔

علاوہ بریں ہم دریافت کرتے ہیں اس کی تحریم ہنود کے یہاں دو ہی وجہ سے معقول:

ایک یہ کہ جانور کی ناحق ایذا اور ہتھیا ہے، ہم کہتے ہیں اکثر اقوام ہنود بکری، مرغی، مچھلی کھاتے ہیں، کیا وہ جانور نہیں، کیا ان کی جان جان نہیں، کیا اُن کی ایذا حرام نہیں، کیا اُن کا قتل ہتھیا نہیں، اور خود کتب ہنود سے جو رام وچھمن و کرشن کا شکاری ہونا ثابت، اُس ہتھیا کا کیا علاج، اور ایسا ہی ناراضی ہنود کا خیال کیجئے، تو اگر وہ ہتھیا کے حکم کو عام کر دیں تو کیا شرع مطہر ہمیں ہر جانور کے ذبح و قتل سے باز رکھے گی، اور سانپ کہ انسان کی جان کا دشمن اور ہندوؤں کا دیوتا ہے ہرگز نہ مارا جائے گا، اور مسلمانوں کے اسباب معیشت مفقود اور انسانوں کے ابواب عافیت مسدود کر دیئے جائیں گے، حاشا وکلا ہماری شرع ہرگز ایسا حکم نہیں فرماتی، نہ حکام وقت ان خرافات کو روا رکھیں، کیا مزے کی بات ہے، ہندوؤں میں بعض قومیں ایسی ہیں کہ مطلقاً ہر جانور کا قتل حرام اور ہتھیا جانتی ہیں، بلکہ بعض کو تو اس قدر غلو و تشدد ہے کہ ہر وقت منہ پر کپڑا باندھے رہتے ہیں کہ مکھی یا بھنگا حلق میں جا کر مر نہ جائے، اور باقی طوائف ہنود ان لوگوں کا خیال اور ان کے مذہب کا لحاظ نہیں کرتے، مزے سے بکری، مرغی، مچھلی وغیرہ وغیرہ نوش جان کرتے اور مسلمانوں کی دیکھا دیکھی دیگچیوں کے بگھار کا لطف اڑاتے ہیں، جب اُن کے آپس میں یہ کیفیت ہے تو ہم پر کیوں ہنود کا لحاظ اور ان کے مذہب کا ایسا خیال واجب کر کے گاؤکشی بند کرنے کا فتوٰی دیا جا سکتا ہے ان ھذا الا ظلم صریح او جھل قبیح (یہ نہیں مگر نرا صریح ظلم یا قبیح جہالت۔ ت)

دوسری وجہ یہ کہ گائے ان کے یہاں معظم ہے اور اپنے معظم کا ہلاک نہیں چاہتے، ہم کہتے ہیں کہ:

اوّلاً گئو ماتا کی آنکھیں بند ہوتے ہی ان سعادت مندوں کی تعظیم کا حال کھل جاتا ہے، اپنے ہاتھوں چماروں کے حوالے کرتے ہیں کہ چیریں پھاڑیں اور چرسا اپنے لئے بٹھا لیتے ہیں کہ کھال کی جوتیاں بنا کر پہنیں جو جوتوں سے بچی وہ ڈھول کر کھنچی کہ شادی بیاہ میں کام آئے، رات بھر تپا تپچے کھائے۔

ثانیاً بفرض غلط اگر تعظیم ہے بھی تو صرف گائے پر مقتصر ہے، ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ ہنود آپ بیل کی ہر تعظیم نہیں کرتے بلکہ اُس پر سخت تشدد کرتے ہیں، ہل میں جوتیں، گاڑی میں چلائیں، سواریاں لیں، بوجھ لدوائیں، وجہ بے وجہ سخت ماریں کہ جا بجا اُن کے جسم زخمی ہو جاتے ہیں۔ ہم نے خود دیکھا ہے کہ بعض ہنود نے بار برداری کی گاڑیوں میں اس قدر بوجھ بھرا کہ بیلوں کا جگر پھٹ گیا اور خون ڈال کر مر گئے، تو معلوم ہوا کہ بیل اُن کے

یہاں معظم نہیں، اگر یہ ممانعت بربنائے تعظیم ہے تو چاہئے کہ بخوشی بیلوں کے ذبح کی اجازت دیں، ورنہ اُن کا صریح مکابرہ اور ہٹ دھرمی ہے۔

باقی رہا سائل کا یہ کہنا کہ "اس فعل کے ارتکاب سے ثورانِ فتنہ وفساد ہو" ہم کہتے ہیں جن مواضع میں مثل بازار وشارع عام وغیرہما گاؤکشی کی قانوناً ممانعت عـــہ ہے، وہاں جو مسلمان گائے ذبح کرے گا البتہ اثارتِ فتنہ وفساد اسی کی طرف منسوب ہو سکتی ہے اور قانوناً مجرم قرار پائے گا، اور اس امر کو ہماری شریعت مطہرہ بھی روا نہیں رکھتی کہ ایسی وجہ سے مسلمانوں پر مواخذے یا انھیں سزا ہونے کا باعث ہونا بیشک توہینِ اسلام ہے جس کا مرتکب یہ شخص ہُوا، نظیر اس کی سب وشتم آلہۂ باطلۂ مشرکین ہے کہ شرع نے اُس سے ممانعت فرمائی، اگرچہ اکثر جگہ فی نفسہٖ حرج متحقق نہ تھا،

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم[1]

اور انھیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے (ت)

اور جہاں قانوناً ممانعت نہیں وہاں اگر ثوران فتنہ وفساد ہوگا تو لاجرم ہنود کی جانب سے ہوگا، اور جُرم اُنھیں کا ہے کہ جہاں ذبح کرنے کی اجازت ہے وہاں بھی ذبح نہیں کرنے دیتے، کیا اُن کے جُرم کے سبب ہم اپنی رسوم مذہبی ترک کر سکتے ہیں، یہ حکم بعینہٖ ایسا ہُوا کہ کوئی شخص اغنیاء سے کہے تمہارا مال جمع کرنا باعث ثوران فتنہ وفساد وایذائے خلق اللہ ہے، کہ نہ تم مال جمع کرو نہ چور چرانے آئیں نہ وہ قید وبند کی سخت سخت سزائیں پائیں، اس احمق کے جواب میں یہی کہا جائے گا کہ چوری چور کا جُرم ہے، اُس کے سبب ہمیں جمع مال سے کیوں ممانعت ہونے لگی، اور اگر ایسا ہی خیال ہنود کے فتنہ وفساد کا شرع ہم پر واجب کرے گی تو ہر جگہ ہنود کو قطعاً اس رسم کے اٹھا دینے کی سہل تدبیر ہاتھ آئے گی جہاں چاہیں گے فتنہ وفساد برپا کریں گے اور بزعم جہّال شرع ہم پر ترک واجب کر دے گی، اور اس کے سوا ہماری جس رسم مذہبی کو چاہیں گے اپنے فتنہ وفساد کی بنا پر بند کرا دیں گے، اور یہی واقعہ اُن کے لئے نظیر ہو جائے گا، ایسی صورت میں تم پر اپنی رسم کا ترک شرعاً واجب ہوتا ہے۔

عـــہ فی الحال یہی صورتِ حال ہے کہ مختلف حکومتوں نے اپنے اپنے صوبے میں ذبیحہ گاؤ مطلقاً خلافِ قانون قرار دیا ہے لہذا باز رہا جائے ۱۲ عبدالمنان

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۰۸

بالجملہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ بازار و شارع عام میں جہاں قانوناً ممانعت ہے، براہِ جہالت ذبح گاؤ کا مرتکب ہونا بیشک اسلام کو توہین و ذلّت کے لئے پیش کرنا ہے کہ شرعاً حرام، اور اس کے سوا جہاں ممانعت نہیں وہاں سے بھی باز رہنا اور ہنود کی بیجا ہٹ بجا رکھنے کے لئے یک قلم اس رسم کو اٹھا دینا ہرگز جائز نہیں بلکہ انھیں مضرات و مذلات کا باعث ہے جن کا ذکر ہم اول کر آئے جنھیں شرع مطہر ہرگز گوارا نہیں فرماتی نہ کوئی ذی انصاف حاکم پسند کرسکے، واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۵ از مسلم لیگ ضلع بریلی مرسلہ سید عبدالودود جائنٹ سیکرٹری لیگ مذکور جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ

نحمدہ ونصلی

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ آج کل ہنود کی طرف سے نہایت سخت کوشش اس امر کی ہورہی ہے کہ ہندوستان سے گاؤکشی کی رسم موقوف کرادی جائے، اور اس غرض سے انھوں نے ایک بہت بڑی عرضداشت گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لئے تیار کی ہے جس پر کروڑوں باشندگانِ ہندوستان کے دستخط کرائے جارہے ہیں، بعض ناعاقبت اندیش مسلمان بھی اس عرضداشت پر ہندوؤں کے کہنے سننے سے دستخط کر رہے ہیں، ایسے مسلمانوں کی بابت شرع شریف کا کیا حکم ہے؟ اور اس مذہبی رسم جو شعائرِ اسلام میں سے ہے کے بند کرانے میں مدد دینے والے گنہگار اور عنداللہ مواخذہ دار ہیں یا نہیں؟ بینوا الجواب بالتفصیل واللہ یہدی من یشاء الیٰ سواء السبیل۔

الجواب

گائے کی قربانی شعائرِ اسلام سے ہے، قال تعالیٰ:

والبُدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ[1]

اور اونٹ گائے بیل ہم نے ان کو کیا تمھارے لئے اللہ کی نشانیوں سے۔

مسلمانوں کو ہندوؤں کے ساتھ اس معاملہ کے انسداد میں شرکت ناجائز و حرام ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔
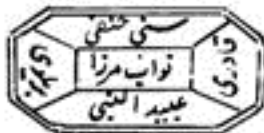
کتبـــــــہ عبیدالنبی نواب مرزا
عفی عنہ بجاہ المصطفیٰ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/۳۶

فی الواقع گاؤ کشی ہم مسلمانوں کا مذہبی کام ہے جس کا حکم ہماری پاک مبارک کتاب کلام مجید رب الارباب میں متعدد جگہ موجود ہے، اس میں ہندوؤں کی امداد اور اپنی مذہبی مضرت میں کوشش اور قانونی آزادی کی بندش نہ کرے گا مگر وہ جو مسلمانوں کا بدخواہ ہے،

واللہ تعالٰی اعلم۔

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

محمدی سنی حنفی قادری
من و دست و دامان آل رسول ۱۳۲۸
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ان اللّٰہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ[1] — بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔ (ت)

شرائع من قبلنا اذا قصّہا اللّٰہ تعالٰی علینا من دون انکار شرائع لنا[2] (ملتقطا) کما نص فی کتب الاصول۔ — ہم سے پہلی شریعتوں کو جب اللہ تعالٰی بیان فرما کر منع نہ فرمائے تو وہ ہماری شریعت ہو جاتی ہے (ملتقطا) جیسا کہ کتب اصول میں منصوص ہے (ت)

زراعت کے بہانے سے ہنود ہماری مذہبی رسم میں نہ صرف دست اندازی بلکہ اس کا پورا انسداد چاہتے ہیں، اور طرفہ یہ کہ اس پر مذہبی آزادی سے استناد کرتے ہیں، کیا مذہبی آزادی کے یہ معنے ہیں کہ ایک فریق کے خیالات کو کامیاب کرنے کے لئے دوسرے فریق کی دینی مذہبی رسوم بند کر دی جائیں، ہندوستان میں روزانہ ہزاروں گائے ذبح ہوتی ہیں آج تک زراعت کو کون سا نقصان پہنچا جو آئندہ پہنچنے کی امید ہے، قدرت کا قاعدہ ہے کہ جس چیز کی مانگ زیادہ ہوتی ہے اسے زیادہ پیدا فرماتی ہے، گاؤ کشی بند ہونے سے زراعت کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا سوا اس کے کہ کھیت میں پڑ کر تیار کھیت کو کھا جانے والے اب دس ہیں تو جب سو ہونگے، ہاں گوشت کو نقصان عظیم پہنچے گا، مسلمان اور عیسائی بلکہ ہنود کی بعض اقوام بھی طبعی طور پر غذائے گوشت کے عادی ہیں اسے بند کرکے صرف دال ساگ پر انہیں قانع کرنا ضرور ان کی عافیت میں خلل انداز ہوگا اور ہرگز ان کی صحت جسمانی ٹھیک نہیں رہ سکتی، اور اس کے سوا عام حاجتوں کو سخت نقصان پہنچے گا مثلاً "جوتا" ہے، کیا ہنود اس کے محتاج نہیں، کم لوگ ہیں کہ زی استر کا پہنتے ہوں اور جب ادھوڑی استر کا بند ہو جائیگا تو غربا تو پہن ہی نہ سکیں گے اور امرا کے لئے چہار چند قیمت ہو جائے گی، اور اس کے علاوہ ہزاروں کام جن پر چمڑے کے کارخانوں کی بنا ہے اور لاکھوں روپے کی تجارت ہے اور ہزاروں

---

[1] القرآن الکریم ۲/ ۶۷

[2] اصول البزدوی باب شرائع من قبلنا نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ص ۲۳۲

آدمیوں کا رزق اور گورنمنٹ خزانے کے لئے لاکھوں کا محصول، یہ سب امور یکسر بند ہوجائیں گے اور ملک کی رفاہ و آسائش میں عام انقلاب واقع ہوگا جس کا ضرر نہ صرف مسلمانوں بلکہ تمام اقوام کو پہنچے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ذٰلک کذٰلک

مصطفیٰ رضا خان قادری ۱۳۲۸
آل الرحمٰن محمد عرف
ابوالبرکات محی الدین جیلانی

کتبہ ابوالعلا امجد علی الاعظمی
عفی عنہ بمحمدن النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مسئلہ ۱۸۶ از مجلس دادخواہی مسلمانان بریلی ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

دعوئ قربانی کے جواب میں ہنود نے اپنا یہ بیان پیش کیا ہے کہ قرآن شریف میں اس فعل کی اجازت نہیں، بنیاد مذہب مدعی کی اوپر قرآن شریف کے ہے، کتاب مذکور میں قربانیِ گاؤ کی ہدایت نہیں کرتا ہے، مدعی خلاف اس کے بحیلہ مذہب بغرض دل دکھانے مذہب ہنود کے جس کی دھرم شاستر میں سخت ممانعت ہے، یہ فعل خلافِ استحقاق کرنا چاہتا ہے فقط، چونکہ یہ بیان اُن کا متعلق قرآن شریف و مسائل مذہب کے ہے، لہٰذا علماء کی خدمت میں استفتاء ہے کہ آیا یہ بیانِ ہنود صحیح ہے یا غلط؟

الجواب

بیانِ ہنود سراسر غلط ہے، مسلمانوں کی آسمانی کتاب قرآن مجید اور ہمارے سچے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات سے قربانیِ گاؤ کی اجازت بخوبی ثابت ہے:

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے سترھویں پارہ، بائیسویں سورہ حج کے پانچویں رکوع میں فرماتا ہے:

والبدن جعلنٰها لکم من شعائر اللہ لکم فیها خیر ق فاذکروا اسم اللہ علیها صواف ج فاذا وجبت جنوبها فکلوا منها واطعموا القانع والمعتر ط کذٰلک سخرنٰها لکم لعلکم تشکرون[۱]

اور قربانی کے ڈیل دار جانوروں کو کیا ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں تمہارے لئے، ان میں بھلائی ہے، تو اللہ کا نام لو اُن پر کھڑے ہوئے، پھر جب ان کی کروٹیں گرجائیں تو خود کھاؤ، اور صبر سے بیٹھنے والے اور مانگنے والے کو کھلاؤ، یوہیں ہم نے ان جانوروں کو تمہارے بس میں کردیا ہے کہ تم احسان مانو۔

قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہیں، تفسیر قادری جو ہنود کے ایک معزز رئیس منشی نولکشور سی آئی ای نے اپنی فرمائش سے منجانب مطبع تصنیف کرائی اور داخل رجسٹری کراکر اپنے مطبع میں چھ بار

[۱] القرآن الکریم ۲۲/۳۶

36

چھاپی، بیچی، اس کی جلد دوم طبع ششم سطر اخیر ص۹ وسطر اول ص۸۰ میں آیت کے ان لفظوں کا ترجمہ یوں کیا: "وَالْبُدْنَ اور اونٹ اور گائے جو قربانی کے واسطے ہانکنے لئے جاتے ہیں جعلنٰها لکم کر دیا ہم نے انھیں یعنی اُن کے ذبح کو تمھارے واسطے مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ دین الٰہی کے نشانیوں میں سے۔"[1]

اور بیشک ہم حنفی مذہب والوں کے تینوں امام یعنی امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم اور اُن کے سب پیروؤں کا یہی مذہب ہے کہ بُدنہ یعنی قربانی کے ڈیل دار جانور میں اونٹ اور گائے دونوں داخل ہیں، انھیں اماموں کا مذہب ہندوستان کے تمام شہروں میں رائج ہے، اور یہاں انھیں کے مذہب پر فتوٰی وعمل ہوتا ہے، ہدایہ، درمختار، قاضی خاں، عالمگیری وغیرہا مشہور کتابیں اسی مذہب کی ہیں۔ درمختار میں ہے:

بدنۃ ھی الابل والبقر سمیت بہ لضخامتہا[2] بدنہ اُونٹ اور گائے ہے، ان کے ڈیل دار ہونے کے سبب اُن کا یہ نام ہوا۔

ہدایہ میں ہے:

البدنۃ ھی الابل والبقر، وقال الشافعی من الابل لنا ان البدنۃ تنبئ عن البدانۃ وھی الضخامۃ وقد اشترکا فی ھذا المعنی ولھذا یجزئ کل واحد منھما عن سبعۃ اھ[3] ملخصا۔

اونٹ اور گائے دونوں بدنہ ہیں۔ شافعی نے کہا اونٹ۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ بدنہ ڈیل دار ہونے سے خبر دیتا ہے، اور اس بات میں اونٹ اور گائے برابر ہیں، اس لئے وہ دونوں سات آدمیوں کی طرف سے کفایت کرتے ہیں۔

فتاوٰی عالمگیری میں ہے: البُدن من الابل والبقر[4] بُدنہ اونٹ اور گائے دونوں سے ہے۔ اور یہ مضمون حدیث سے بھی ثابت ہے کہ عنقریب مذکور ہوگی۔

(۲) اللہ تعالٰی اسی رکوع کے شروع میں فرماتا ہے:

ولکل امۃ جعلنا منسکا لیذکروا اسم اللہ اور ہر گروہ کے لئے ہم نے مقرر کردی قربانی کہ اللہ کا

---

[1] تفسیر قادری | آیۃ والبدن جعلنٰها لکم کے تحت | نولکشور لکھنؤ | ۸۰،۷۹/۲

[2] درمختار | کتاب الاضحیۃ | مطبع مجتبائی دہلی | ۲۳۱/۲

[3] الہدایۃ | فصل مایتعلق بالوقوف | المکتبۃ العربیۃ کراچی | ۲۳۶-۳۷/۱

[4] فتاوٰی ہندیۃ | الباب السادس عشر فی الہدی | نورانی کتب خانہ پشاور | ۲۶۱/۱

علیٰ ما رزقھم من بھیمۃ الانعام[1] | نام لیں چوپایوں کے ذبح پر جو اللہ نے انھیں دئے،

یہاں فرمایا کہ چوپایوں کو اللہ تعالیٰ نے قربانی کے لئے بنایا ہے، اور آٹھویں پارہ چھٹی سورہ انعام کے سترھویں رکوع میں چوپایوں کی تفصیل یہ بیان فرمائی،

ثمٰنیۃ ازواج من الضان اثنین ومن المعز اثنین ط (الیٰ قولہ تعالیٰ) ومن الابل اثنین ومن البقر اثنین ط قل ءٰالذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیہ ارحام الانثیین[2]

چوپائے آٹھ نر و مادہ میں بھیڑ سے دو، اور بکری سے دو، اور اونٹ سے دو، اور گائے سے دو، تو کہہ کیا اللہ نے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ، یا وہ جسے اپنے پیٹ میں رکھا دونوں مادہ نے۔

ان آیتوں سے صاف معلوم ہوا کہ اونٹ، گائے، بھیڑ، بکری سب کی قربانی اللہ تعالیٰ نے بتائی ہے، اسی لئے تفسیر مذکور فرمائشی منشی نولکشور کی جلد دوم صـ۳۸ سطر ۱۱ و ۱۲ میں چوپایوں پر اللہ کا "نام لینے کی تفسیر میں لکھا:

"بے زبان چوپایوں میں سے یعنی اونٹ گائے بکرا اس سے قربانی مراد ہے کہ خدا کے نام پر ذبح کریں[3]"

اور پچھلی آیت سے یہ بھی کھل گیا کہ گائے، بیل، بچھیا، بچھڑا اس کا کھانا حلال ہے جس کی حلت خود قرآن شریف میں صراحۃً مذکور ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ پہلے پارے دوسری صورت سورۂ بقر کے آٹھویں رکوع میں فرماتا ہے:

واذ قال موسٰی لقومہ ان اللہ یامرکم ان تذبحوا بقرۃ[4] | اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم سے بیشک اللہ تمھیں حکم فرماتا ہے کہ گائے ذبح کرو۔

اور ساتویں پارے چھٹی سورت سورۂ انعام کے دسویں رکوع میں موسیٰ و ہارون وغیرہما انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرکے مسلمانوں کو حکم دیتا ہے:

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۴
[2] " ۶/ ۴۴-۱۴۳
[3] تفسیر قادری آیۃ ۲۲/ ۲۸ نولکشور لکھنؤ ۲/ ۸۰
[4] القرآن الکریم ۲/ ۶۷

اولٰئک الذین ھدی اللہ فبھدٰھم اقتدہ[1] — یہ وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ٹھیک راستے چلایا تو تو انھیں کی راہ چل۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگلے انبیاء کی شریعت میں جو کچھ تھا وہی ہمارے لئے بھی ہے جب تک ہماری شریعت اسے منسوخ نہ فرمادے۔ تو گائے قربانی کرنے کی ہمیں اجازت یوں بھی ثابت ہوئی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالٰی کے حکم سے گائے کا ذبح کیا جانا آج کا نہیں بلکہ اگلی شریعتوں سے چلا آتا ہے۔

تفسیر مذکور مطبع نولکشور جلد اول کے صـ۱ سطر اخیر و صـ۱ سطر اول میں اس حکم الٰہی ذبح گاؤ کی حکمت یوں لکھی:

"اس کے ذبح کرنے میں نکتہ یہ تھا کہ گوسالہ پرستوں کی سرزنش ہو، انھیں دکھادیا کہ جسے تم نے پوجا وہ ذبح کرنے کے قابل ہے، عبادت اور مدح کے لائق نہیں۔"[2]

(۴) ان سب کے علاوہ اگر فرض کیجئے کہ قرآن مجید میں گائے اور قربانی کا نام تک نہ آیا ہوتا جب بھی گائے کی قربانی قرآن مجید سے بخوبی ثابت تھی۔ قرآن مجید نے مذہب اسلام کی بنیاد صرف انھیں احکام پر نہیں رکھی جس کا خاص خاص بیان قرآن مجید میں آچکا، بلکہ خود قرآن مجید نے اپنے احکام اور نبی کے ارشادات دونوں پر بنائے اسلام رکھی۔ اللہ تعالٰی فرماتا ہے:

ما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا[3] — جو کچھ رسول تمھیں دے وہ لو، اور جس سے روکے اس سے بچو۔

اور فرماتا ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ[4] — جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

اور فرماتا ہے:

وما ینطق عن الھوٰی ○ ان ھو الا وحی یوحٰی[5] — یہ نبی اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا وہ صرف خدا کا حکم ہے جو اسے بھیجا جاتا ہے۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۹۰
[2] تفسیر قادری آیہ ۲/ ۶۷ نولکشور لکھنؤ ۱/ ۱۸۹۱ء
[3] القرآن الکریم ۵۹/ ۷
[4] القرآن الکریم ۴/ ۸۰
[5] ؍؍ ۵۳/ ۳ و ۴

اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خود گائے کی قربانی کی، اور مسلمانوں کو ایک ایک گائے کی قربانی میں سات سات آدمیوں کے شریک ہونے کا حکم فرمایا، مذہب اسلام میں نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے احکام کی چھ کتابیں زیادہ مشہور ہیں جنھیں صحاح ستہ کہتے ہیں، ان سب کتابوں میں یہ مضمون صراحۃً موجود ہے، صحیح بخاری شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:

ضحی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن نسائہ بالبقر۔[1]

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داوٗد میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰے عنہما سے روایت ہے کہ:

امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان نشترك فی الابل والبقر کل سبعۃ منا فی بدنۃ۔[2]

ہمیں رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اونٹ اور گائے ہر بدنہ میں سات سات آدمی شریک ہو جائیں۔

صحیح مسلم شریف میں انھیں سے روایت ہے:

اشترکنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الحج والعمرۃ کل سبعۃ فی بدنۃ فقال رجل لجابر ایشترك فی البقر مایشترك فی الجزور، فقال ماھی الا من البدن۔[3]

حج وعمرہ میں ہم نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کے ایک ایک ڈیل دار جانور میں سات سات آدمی شریک ہوئے، کسی نے جابر رضی اللہ تعالٰے عنہ سے پوچھا کیا گائے کی قربانی میں بھی اُتنے ہی آدمی شریک ہو سکتے ہیں جتنے اونٹ میں، فرمایا: گائے بھی تو بدنہ ہی میں داخل ہے۔

ترمذی و نسائی و ابن ماجہ میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰے عنہما سے ہے:

قال کنا مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ

ہم نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر

---

[1] صحیح البخاری | باب من ذبح ضحیۃ غیرہ | قدیمی کتب خانہ کراچی | ۲/۸۳۴
[2] صحیح مسلم | باب جواز الاشتراک فی الھدی الخ | " " " | ۱/۴۲۴
[3] " " | " " | " " " | "

وسلم فی سفر فحضر الاضحی اشترکناہ فی البقرۃ عن سبعۃ[1]
میں تھے کہ بقرعید آئی تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی۔

سبحان اللہ! جو کام خود ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا اور ہمیں اس کا حکم دیا، اسے مذہبِ اسلام کے خلاف جاننا، یا مذہبِ اسلام میں اس کی اجازت و ہدایت نہ ماننا کیسی کھلی ہٹ دھرمی ہے۔

(۵) اس بیان میں ایک بڑی ناانصافی یہ ہے کہ ہماری تو صرف کتاب آسمانی سے ثبوت چاہا، جو ہم روشن طور پر ادا کر چکے اور اپنے لئے شاستر کا دامن پکڑا وید کا نام کیوں نہ لیا جسے اپنے نزدیک کتاب آسمانی بتاتے ہیں، اگر سچے ہیں تو اب اپنے وید سے قربانی گاؤ کی ممانعت ثابت کریں، اور شاستر پر بنائے مذہب رکھتے ہیں تو ہماری بھی کتبِ فقہ کو بنائے مذہب جانیں۔ ہدایہ، درمختار، قاضی خاں، عالمگیری وغیرہا ہزار دس ہزار کتابیں جو چاہیں دیکھ لیں جس میں قربانی کا باب مذکور ہے، اُن سب میں قربانی گاؤ نہایت صریح طور پر مسطور ہے، تو اسے خلاف مذہب بتانا صریح دھوکا دینا ہے۔

(۶) یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اس بیان ہنود نے خوب ثابت کر دیا کہ مورتی پوجن، اور بُتوں کے آگے گھنٹا بجانا، سنکھ پھونکنا، مہادیو پر پانی ٹپکانا، ہولی دوالی وغیرہ وغیرہ صدہا باتیں کہ ہنود نے اپنی مذہبی ٹھہرا رکھی ہیں، جن کا ذکر اُن کے وید میں نہیں، سب اُن کے خلاف مذہب ہیں کہ جس کتاب پر بنیاد مذہبِ ہنود ہے ان کا پتا نہیں دیتی، پچھلے ہنود نے محض براہِ حیلہ انھیں مذہبی بنا رکھا ہے۔

(۷) سب سے زائد یہ ہے کہ وید جس پر مذہبِ ہنود کی بنا ہے خود صاف صاف قربانی گاؤ کی اجازت دے رہا ہے، اخبار پانیرصٹ کالم ۴ مطبوعہ ۱۰/ اپریل ۱۸۹۴ء میں ایک مضمون چھپا ہے کہ:

"ہندوستان قدیم میں گائے کی قربانی"

اسی میں وید سے نقل کیا:

"اے اگنی! یہ پاک نذر صدق دل سے راگ کی صورت میں تیرے حضور پیش کرتے ہیں، اور تمنا ہے کہ یہ سانڈ اور گھنیاں تجھے پسند آویں۔"

رگ وید ۶: ۱۶ - ۴۷ میں تہ دل سے سوما کا عرق پینے والی اگنی خالق کی، جسے گھوڑے اور سانڈ اور بیل اور گھتیاں اور منت کے مینڈھے چڑھائے جاتے ہیں ستائش کروں گا۔ رگ ۱۰: ۹۱ - ۱۴۔

---

[1] جامع الترمذی ابواب الاضاحی کتب خانہ رشیدیہ امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۸۱
سنن ... البقرۃ ... الضحایا ... [illegible]

اسی اخبار میں برہمنہ پران، اور ستیارتھ پرکاش اور ترہنا جلد ۳ باب ۸، اور منو کی سامرتھی ۵: ۱۴ وغیرہا کتبِ مذہب ہنود سے ہندوؤں کا گائیں ذبح کرنا بخوبی ثابت کیا ہے، اسی طرح یہ امر مہابھارت وغیرہ سے بھی ثابت۔ فیصلہ ہائی کورٹ مقدمہ قربانی نمبری ۷۰۸ میں تاریخ ہنود زمانہ پیشین سے حکامِ ہائی کورٹ نے ثابت کیا ہے کہ اگلے ہندو اپنی دینی رسوم میں گوعید یعنی گائے کی قربانی کیا کرتے تھے، اور متقدمین حکمائے ہنود نے اس کی تاکید کی تھی، تو ثابت ہُوا کہ ہنود اپنے وید اور مذہبی کتابوں اور اگلے پیشواؤں سب کے خلاف بحیلہ مذہب صرف بغرض دل دکھانے مسلمانوں کے جن کے مذہب میں قربانی گاؤ کی صاف صریح اجازت ہے، امرِ مذہبی میں مزاحمت بیجا خلافِ استحقاق کرنا چاہتے ہیں جس کا عقلاً عرفاً قانوناً کسی طرح انھیں اختیار نہیں۔ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ۱۸۷: از بنارس، چوک جدید مسئولہ حاجی محمد امیر وعبدالکریم صاحبان گلٹ فروش ۲۹ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ

ہمارے سنّی حنفی علماء رحمہم اللہ تعالٰی اس میں کیا فرماتے ہیں کہ ہم مسلمانانِ ہند کو باوجود کفار کے گاؤ کی قربانی کے مٹانے پر کمربستہ رہنے کے صرف ہندوؤں سے سلطانی چندہ وصول کرنے کی غرض ومصلحت سے گائے کی قربانی کو ہمیشہ کے لئے ترک کردینا، اور بغرض مذکور اس کے ترک کردینے کو تحریراً وتقریراً عام جلسوں میں بیان کرنا اور شائع کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

گائے کی قربانی ہندوستان میں اعظم شعائرِ اسلام سے ہے،

قال اللہ تعالٰی والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ[1] اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے۔ (ت)

اور ہم نے اپنے فتاوٰی میں ثابت کیا ہے کہ یہاں اس کی قربانی واجب ہے اور بلحاظ ہنود اس کا ترک ناجائز، کسی دینی کام کے لئے کفار سے چندہ لینا اول تو خود ہی ممنوع اور سخت معیوب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: انا لانستعین بمشرک[2] ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے۔ ولہذا علماء تصریح

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

[2] سنن ابوداؤد باب فی المشرک یسہم لہ آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۱۹

سنن ابن ماجہ باب الاستعانۃ بالمشرکین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰۸

فرماتے ہیں کہ کسی کتابی کافر سے قربانی کا ذبح کرانا مکروہ ہے اگرچہ کتابی کا ذبیحہ جائز ہے۔ تنویر الابصار میں ہے: کرہ ذبح الکتابی[1] (کتابی کا ذبیحہ مکروہ ہے۔ت) رد المحتار میں ہے:

لانھا قربۃ ولا ینبغی ان یستعان بالکافر فی امور الدین[2]۔

کیونکہ یہ عبادت ہے اور دینی امور میں کافر سے مدد لینا مناسب نہیں۔(ت)

امام نسفی کافی میں فرماتے ہیں:

امر المسلم کتابیا بان یذبح اضحیۃ جاز، لانہ من اہل الذبائح والقربۃ عــہ ابانایتہ ونیتہ ویکرہ لان ھذا من عمل القرب وفعلہ لیس بقربۃ[3]۔

مسلمانوں نے کسی کتابی کافر کو قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا تو جائز ہے کیونکہ کتابی لوگ ذبح کے اہل ہیں (ت)

تو مشرک سے مسلمان مجاہدوں کے لئے چندہ لے کر اس کی نگاہ میں اسلام کو معاذ اللہ محتاج و ذلیل ٹھہرانے کے لئے اس کے مذہب باطل کو اپنے دین پر فتح دینا، اور اسلام کا ایک بڑا شعار بند کردینا اُسی کا کام ہوسکتا ہے جو سخت احمق اور اسلام کا نادان دوست یا صریح منافق اور اسلام کا چالاک دشمن ہو، والعیاذ باللہ تعالٰی۔ واللہ تعالٰی اعلم

مسئلہ ۱۸۰ مسئولہ حافظ خورشید علی صاحب از مدرسہ خیر المعاد رہتک ۱۳ جمادی الاولٰی ۱۳۳۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علٰی نبیہ الکریم۔

اللھم ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ ط انک انت الوھاب[4]۔

اے رب ہمارے دل ٹیڑھے نہ کر بعد اس کے کہ تُو نے ہمیں ہدایت دی اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر، بیشک تُو ہے بڑا دینے والا(ت)

عــہ کافی سے مقابلہ نہ ہوسکا اس لئے یہاں کا کچھ لفظ رہ گیا ہو، واللہ اعلم

[1] درمختار کتاب الاضحیۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۲۳۴

[2] رد المحتار " دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۰۸

[3] کافی امام نسفی

[4] القرآن الکریم ۳/۸

اور فرماتا ہے :

من الابل اثنین ومن البقر اثنین ط قل ءالذکرین حرم ام الانثیین اما اشتملت علیه ارحام الانثیین[1] — اونٹ میں سے دو، اور گائے میں سے دو، تم فرماؤ کیا اللہ نے اونٹ اور بیل حرام کئے ہیں یا اونٹنی اور گائے یا بوتا اور بچھڑا۔

یعنی ان میں سے کچھ حرام نہ فرمایا، سب تمہارے لئے حلال ہیں، اور خاص عبادت قربانی کے لئے فرماتا ہے :

والبدن جعلنها لکم من شعائر اللہ[2] — قربانی کے اُونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے بنائے۔

خصوصاً ہندوستان میں کہ یہاں تو بالخصوص گائے کی قربانی واجبات شرعیہ سے ہے جیسے ہم نے اپنے رسالہ "انفس الفکر فی قربان البقر" میں بدلائل واضحہ ثابت کیا ہے، خوشیِ ہنود کے لئے اس سے باز رہنے والا بلاشبہہ بدخواہ اسلام ومسلمین ہے، دشمنانِ دین سے دوستی کرنے والا دشمنِ دین ہوتا ہے اور روزِ قیامت اُن کے ساتھ ایک رسّی میں باندھا جاتا ہے،

قال تعالٰی ومن یتولهم منکم فانه منهم[3] — اللہ تعالٰی نے فرمایا : جو تم میں اُن سے دوستی رکھے وہ انھیں میں سے ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں : المرء مع من احب[4] آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھے۔

اور فرماتے ہیں صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم : انت مع من احببت[5] تُو اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ دوستی رکھے۔

اور ایک حدیث میں ہے قسم کھا کر ارشاد فرمایا :

ما احب رجل قوما الاحشرہ اللہ فی زمرتهم[6] او کما قال صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم۔ — جو کسی قوم کے ساتھ دوستی رکھے گا ضرور اللہ تعالٰے انھیں کے ساتھ اُس کا حشر کریگا۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۴۴ [2] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶
[3] " " ۵/ ۵۱
[4] صحیح البخاری باب علامۃ الحب فی اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۹۱۱
[5] " باب مناقب عمر بن الخطاب " " " ۱/ ۵۲۱
[6] المعجم الکبیر حدیث ۲۵۱۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۱۹

گناہِ کبیرہ پر اصرار اگرچہ کفر نہیں، مگر دشمنانِ دین کی دوستی اگر آج کفر نہ ہو تو معاذ اللہ مرتے وقت کا فر اٹھاتی ہے کہ انھیں کے ساتھ حشر ہو، اور مطلقاً علمائے دین یا کسی عالم دین کی اُن کے عالم ہونے کے سبب بُرا کہنا، یا شریعتِ مطہرہ کی ادنیٰ توہین کرنا، یہ تو یقیناً قطعاً کفر وارتداد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مسئلہ ۱۸۹ تا ۱۹۴ ازرائے بریلی مقام مدرسہ رحمانیہ عربیہ مسئولہ مسلمانان رائے بریلی
۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ لیڈرانِ قوم جو علمِ شریعت سے ناواقف اور احکام شریعت سے بے بہرہ ہیں، انھوں نے ۲۰ جنوری ۱۳۲۰ھ کو بمقام ٹاؤن ہال ایک میٹنگ منعقد کر کے اہالیانِ شہر کو جمع کیا، اور قومِ ہنود کی ہمدردی کو اسلام اور اہلِ اسلام کے ساتھ نہایت پُر زور تقریر تائید میں دکھلاتے ہوئے، باوجود مقامی عالمِ دین کے اختلاف و متفق الرائے نہ ہونے کے اس امر پر بے حد مصر ہوئے کہ قومِ ہنود کی ہمدردی کے صلہ میں گائے کی قربانی جو اُن کے سخت دل آزاری کا سبب، اور باہمی اتفاق اور اتحاد کے لئے سدِّ باب اور رخنہ انداز ہے قطعاً چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اس وقت ان کی محبت اور ہمدردی "بالخصوص معاملات ترکی وخلافت عثمانیہ کے بارے میں بے حد ضروری ہے" ان کی معیت معاملاتِ مذکورہ میں قطعاً مفید اور اُن کی علٰحدگی قطعاً مضر ہوگی، اور یہ بھی بیان کیا کہ شریعت نے ہم کو اختیار دیا ہے کہ گائے بکری بھیڑ وغیرہ جس کی چاہیں قربانی کریں، بلکہ مینڈھا کی قربانی افضل ہے، لہٰذا افضل کے ہوتے ہوئے گائے کی قربانی جس میں دل آزاری قومِ ہنود ہے ہرگز نہ کرنا چاہیے، چنانچہ افسر علمائے ہند جناب مولانا عبدالباری صاحب نیز دیگر علمائے پنجاب نے ایسا ہی فتویٰ دے دیا ہے، اور یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ غربا جو مثلاً دس روپے کی گائے لے کر سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کر لیا کرتے تھے اب ان کے لئے یہ انتظام کیا جائے گا کہ اُن سے دس روپیہ لے کر سات بکرا یا بھیڑ ہم لوگ بہم پہنچا دیا کریں گے اور زائد روپیہ ہم لوگ اپنے پاس سے لگا دیا کریں گے، یا بھیڑ اور بکری بہ نرخ بازار مثلاً چار پانچ روپیہ راس ہم لوگ خرید کر فراہم رکھیں گے اور غربا کو مثلاً ایک روپیہ راس دیا کریں گے، جس کے لئے کچھ چندہ بھی کیا گیا ہے، مگر اس کے لئے نہ کوئی جائداد وقف کرتے ہیں اور نہ ہمیشہ کے لئے کوئی رجسٹری کی صورت ہے، چونکہ اس امر پر پورا اعتماد ہے کہ یہ لوگ اس بارِ عظیم کو ہمیشہ نہ نباہ سکیں گے، لہٰذا ضرور اور اغلب ہے کہ اس میں قومِ ہنود سے خفیہ یا صراحۃً ضرور امداد لیویں گے۔

لیڈرانِ قوم کا خیال ہے کہ جس قدر قربانیاں سالہائے گزشتہ میں گائے کی لوگوں نے کی ہیں انھیں کو امداد دی جائے گی، اور جو لوگ جدید قربانی کرنا چاہیں گے ان کو امداد نہ دی جائے گی، نیز جو لوگ

پیغمبر علیہ السلام یا اپنے دیگر بزرگوں کی طرف سے قربانیاں کیا کرتے تھے، چونکہ یہ بلاضرورت ہے اس لئے ان کو امداد نہ دی جائے، اور یہ بھی خیال ہے کہ قربانی ہی پر کیا منحصر ہے بلکہ جملہ شادی وغمی وغیرہ وغیرہ میں گائے ذبح نہ کی جائے، بجائے اس کے بکری وغیرہ کا گوشت استعمال کیا جائے، اور رائے بریلی میں اس امر کا تجربہ بھی ہوچکا ہے کہ جن مقامات میں گائے کی قربانیاں ہُوا کرتی ہیں، اُس جگہ ایک سال قربانی نہ ہونے سے پھر آئندہ سال اُس جگہ قربانی میں سخت رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے، اور نہیں ہوسکتی، چنانچہ اُس کی نظیر موجود ہے، اس موقع پر کسی قانون داں لیڈر کو حس تک نہیں ہوتی کہ اُس کو بمقتضائے قانون جاری کرادیوے، بلکہ فتنہ وفساد کے الفاظ سے مرعوب کرکے غربار کو خاموش کردیا جاتا ہے، لہٰذا امور ذیل دریافت طلب ہیں:

(۱) قوم ہنود کی ہمدردی گزشتہ وآئندہ کے صلہ میں، اور باہمی اتحاد قائم رکھنے کی غرض سے گائے کی قربانی ترک کردینا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

(۲) اور اُن لوگوں کے وعدہ موہومہ مذکورہ پر بھروسہ کرنا چاہئے یا نہیں، اور اُن کے فراہم کردہ چندہ سے امداد لے کر اپنی طرف سے وجوباً خواہ استحباباً قربانی کرنا درست ہوگا یا نہیں؟

(۳) اُن لوگوں کے فراہم کردہ چندہ سے جس میں شبہہ قوی ہے کہ رقومِ ہنود بھی شامل ہوں گی قربانی کرنا جائز ہوگا یا ناجائز؟

(۴) فی الواقع اگر مولوی عبدالباری صاحب وغیرہ کا اُس کے متعلق فتویٰ ہوچکا ہے اس پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟

(۵) اور ایسے محرکین کی کمیٹی میں شرکت کرنا چاہئے یا نہیں؟ اور اس کے محرک اور مرتکب عنداللہ ماجور رہوں گے یا گنہگار؟

(۶) گائے بھیڑ بکری اونٹ وغیرہ میں منجانب شریعت مختار ہونا، اس کے کیا معنی ہیں؟ بیّنوا توجروا

الجواب

(۱) گائے کی قربانی شعارِ اسلام ہے،

قال اللہ تعالٰی والبُدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ[1]

اللہ تعالٰی نے فرمایا: قربانی کے اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے بنائے (ت)

---

[1] القرآن الکریم ۲۲/ ۳۶

دشمنانِ دین سے اتحاد منانے کو شعارِ اسلام بند کرنا بدخواہیِ اسلام ہے۔

(۲) اُن صاحبوں کا وعدہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ القائے شیطان ہے،

وقال اللہ تعالٰی وما یعدھم الشیطٰن الا غرورا[1] — اللہ تعالٰی نے فرمایا: شیطان تو وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔

ان سے چندہ سے مدد لے کر گائے کی قربانی چھوڑنا، شیطان کا داؤں چلا لینا ہے۔ دو چار کو شیطان نے دھوکا دے لیا، اور مسلمان تو اپنی آنکھیں کھلی رکھیں۔

(۳) اس کا جواب جوابِ دوم میں آگیا، اور اس سے اور بھی کھل گیا کہ یہ شیطان کا فریب ہے، ہرگز کفار تمہارے دین کی خیرخواہی نہ کریں گے، قال اللہ تعالٰی لایالونکم خبالا[2] (وہ تمہاری برائی میں نہیں کرتے۔ت) ضرور ہے کہ جس میں وہ ساعی ہیں اس میں تمہارے دین کا ضرر ہے۔

قال اللہ تعالٰی ودوا ما عنتم[3] — اللہ تعالٰی نے فرمایا: ان کی آرزو ہے کہ ایذا تمہیں پہنچے۔(ت)

ان کے زبانی اتحاد پر پھولنا قرآن عظیم کو بھولنا ہے،

قال اللہ تعالٰی قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر[4] — اللہ تعالٰی نے فرمایا: بیر ان کی باتوں سے جھلک اُٹھا اور وہ جو سینے میں چھپائے ہیں بڑا ہے(ت)

اس اتحاد کی یک طرفہ تالی تو دیکھو، تم اپنا شعار دین بند کردو جسے تم ان سے بالکل مخفی کرتے ہو، اور وہ اتنا بھی نہ کریں کہ اتنے گھنٹے سنکھ اُن مندروں سے بند کردیں، جہاں سے تمہیں یا کم از کم کسی مسجد کو وہ مکروہ و دلخراش آوازیں جائیں وہ اعلان نہ چھوڑیں، اور تم مخفی سے بھی باز آؤ، یہ انھیں لیڈروں سے اسلام دوستی ہے۔

(۴) مولوی عبدالباری صاحب کے والد مرحوم مولانا عبدالوہاب صاحب، اور اُن کے استاذ مولوی عبدالحی صاحب اور دیگر علمائے فرنگی محل کا فتوٰی خود مجموعہ فتاوٰی مولوی عبدالحی صاحب میں چھپ چکا ہے کہ بلحاظِ ہنود قربانیِ گاؤ بند کرنا معصیت ہے، ناجائز ہے، اس کا جاری رکھنا واجب ہے، انفس الفکس بھیجتا ہوں اس پر عمل چاہئے۔

---

[1] القرآن الکریم ۴/۱۲۰ — [2] القرآن الکریم ۳/۱۱۸
[3] ″ ۳/۱۱۸ — [4] ″ ″

(۵) محرکین کا حال قرآن عظیم کی آیتوں سے اوپر ظاہر ہوچکا کہ شیطان کے فریب میں ہیں، نادانستہ خواہ ان میں بعضے دانستہ بدخواہیِ اسلام کررہے ہیں، اس کمیٹی میں شرکت حرام ہے کہ قرآن عظیم کو پیٹھ دینے کا مجمع ہے۔

قال الله تعالٰی وإمّا ینسینك الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکرٰی مع القوم الظّٰلمین[1]۔ وقال تعالٰی فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہٖ إنکم إذًا مثلھم[2]۔

اللہ تعالٰی نے فرمایا: اور جو کہیں تجھے شیطان بھلاوے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ (ت)۔ اللہ تعالٰی نے فرمایا: تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک وہ اور بات میں مشغول نہ ہوں ورنہ تم بھی انھیں جیسے ہو۔ (ت)

(۶) اس کی تفصیل "انفس الفکر" سے معلوم ہوگی، قربانی کا تمھیں اختیار ہے، مگر مخالفانِ اسلام کی خاطر سے شعائرِ اسلام بند کرنے کا کسی وقت تم کو اختیار نہیں،

والله یقول الحق وھو یھدی السبیل[3]۔ اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے (ت)

مسئلہ ۱۹۵، ۱۹۶ از فتحپور محلہ ایرانیاں مرسلہ حکیم سید نعمت اللہ صاحب ۱۱ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

مولانا المعظم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آج کل اخباروں میں علماء نے شائع فرمایا ہے کہ مصلحتاً ضرورت ہے کہ ہندوؤں سے اتفاق کیا جائے اور بجائے گائے کی قربانی کے بکری بھیڑ کی قربانی کی جائے، تو جنابِ والا اس کی نسبت کیا فرماتے ہیں کہ جو قربانی گائے کی کرتا ہے اُس کو آجکل اس مصلحت سے گائے کی قربانی نہ کرنا کیسا ہے؟

(۲) اصل میں بکری بھیڑ کی قربانی افضل ہے یا گائے کی، فقط

الجواب

یہاں گائے کی قربانی قائم رکھنا واجب ہے، اور اس ناپاک مصلحت کے لئے اس کا چھوڑنا حرام، گائے کی قربانی اسلام کا شعار ہے، اور شعارِ اسلام بند کرنے کی وہی کوشش کرے گا جو اسلام کا بدخواہ ہے، ایسا شخص عالم نہیں ہوسکتا بلکہ ظالم ہے، اور کس پر ظلم ہوتا ہے، اسلام پر، اور ہنود سے جیسا اتحاد منایا جارہا ہے حرام ہے حرام قطعی حرام ہے، نصوصِ قرآن عظیم سے حرام ہے، اور اسکے جو نتائج ہورہے ہیں

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۶۸
[2] القرآن الکریم ۴/ ۱۴۰
[3] القرآن الکریم ۳۳/ ۴

کہ مسلمانوں نے قشقے لگوائے، رام لچھمن پر پھول چڑھائے، مشرک کی ٹکٹکی اپنے کندھوں پر اٹھا کر
اس کی جے بولتے ہوئے مرگھٹ میں لے گئے، قرآن عظیم ایک ڈولے میں رامائن کی پوجا کراتے مندر
میں لے گئے، اُن کے بڑے لیڈر نے قرآن وحدیث کی تمام عمر بُت پرستی پر نثار کر دی، یہ فضائح کھلے
ہوئے کفر نہیں رہے؟ مشرک سے اتحاد ہو کر یہ نتیجہ آپ ہی ضرور تھا، قرآن کریم میں صاف ارشاد فرمایا
کہ تم میں جو اُن سے دوستی رکھے گا، وہ سب انھیں میں سے ہے، آیۂ کریمہ کارڈ پر نہیں لکھی جا سکتی،
ترجمہ اس کا یہی ہے، پھر کیونکر ممکن تھا کہ مشرکوں سے اتحاد کرنے والے مشرک نہ ہو جاتے، یہ یہاں ہے
اور اگر سچے دل سے تائب ہو کر باز نہ آئے تو صحیح حدیثوں کا ارشاد ہے کہ اُن کا حشر بھی بُت پرستوں کے
ساتھ ہوگا۔ مولیٰ عزوجل اپنے غضب سے پناہ دے، ہدایت فرما کر دل نہ اُلٹے، راہ دکھا کر
آنکھیں نہ پلٹیں، اِحْفَظْنَا یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ (اے دلوں اور آنکھوں کو بدلنے
والے! ہماری حفاظت فرما۔ت) وھو تعالٰی اعلم۔

مسئلہ ۱۹۷ از لکھنؤ کنٹونمنٹ روڈ، کوٹھی ۲۲ مسئولہ مولوی عبدالحمید صاحب ۵ ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

عالیجناب معلی القاب مولانا صاحب قبلہ ادام اللہ برکاتہم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

آج کل اہل ہنود جگہ جگہ میونسپلٹی کے ذریعہ انسدادِ گاؤکشی کی کوشش کر رہے ہیں، چنانچہ فیض آباد،
ہاتھرس اور شہر لکھنؤ میں ہندو ممبران میونسپلٹی نے اپنی زیادتی تعداد کی وجہ سے تمامی مسلمان ممبروں کے
خلاف انسدادِ گاؤکشی کا قانون پاس کر دیا ہے، اگر خدانخواستہ گاؤکشی قانوناً ممنوع قرار دی گئی تو عام مسلمانوں
کو صرف اسی قدر نہیں کہ روزمرہ کی زندگی میں اُن کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا بلکہ تقریباً تمام
غیر مستطیع مسلمان جو تعداد میں تو ۹۰ فیصدی سے بھی زائد ہیں ان سب کو عید الضحٰی میں قربانی کرنا بھی
نصیب نہ ہوگا، اس لئے کہ غریب مسلمان کسی طرح اس کی مقدرت نہیں رکھتے کہ وہ فرداً فرداً پندرہ بیس
روپے کا بکرا ہر سال خرید سکیں، لہذا دریافت طلب یہ ہے کہ ایسے وقت میں عام مسلمانوں کو خاموشی اختیار
کرنی چاہئے یا انسداد گاؤکشی کے خلاف اُن کو بھی امکانی جدوجہد کرنی چاہئے، اور مذہباً ان پر کیا
واجب ہے؟

یہ ایک استفتاء ہے جس کا جواب براہِ کرم وبرائے خدا ورسول اکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم)
جلد تر عطا فرمائیں تاکہ مسلمانوں کے عام جلسہ میں جو کہ صرف پانچ چھ یوم میں ہونے والا ہے، آنجناب کا
شرعی حکم پھر سب کو پڑھ کر سُنا دیا جائے۔

الجواب

مولٰنا المکرم ذوالمجد والکرم اکرمکم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ مسئلہ بھی کچھ قابلِ سوال ہے، حدیث میں ہے نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من کان یحب ان یعلم منزلتہ عند اللہ، فلینظر کیف منزلۃ اللہ عندہ، فان اللہ ینزل العبد منہ حیث انزلہ من نفسہ[1] رواہ الحاکم فی المستدرک و الدارقطنی فی الافراد عن انس و ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابی ھریرۃ و عن سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالٰی عنہم۔

جو یہ جاننا پسند کرے کہ اللہ کے نزدیک اس کا مرتبہ کتنا ہے وہ یہ دیکھے کہ اس کے دل میں اللہ کی قدر کیسی ہے، کہ بندے کے دل میں جتنی عظمت اللہ کی ہوتی ہے اللہ اُسی کے لائق اپنے یہاں اسے مرتبہ دیتا ہے۔ (اسے حاکم نے مستدرک میں اور دارقطنی نے افراد میں انس وابونعیم نے حلیہ میں ابوہریرہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے روایت کیا۔ ت)

آدمی اگر اللہ ورسول کے معاملہ کو اپنے ذاتی معاملہ کے برابر ہی رکھے، تو دین میں اس کی سرگرمی کے لئے بس ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسان ذرا سی نالی یا پرنالے کی ملک بلکہ مجرد حق کے لئے کس قدر جان توڑ عرق ریزیاں کرتا ہے اس کا مقدمہ منتہا تک پہنچاتا ہے، کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا، پیسہ گے مال پر ہزار اٹھا دیتا ہے، دنیوی فریق کے مقابل کسی طرح اپنی دبی گوارا نہیں کرتا، گائے کشی مسلمان کا دینی حق ہے اور حق بھی کیسا، خاص شعارِ اسلام۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

والبدن جعلنٰھا لکم من شعائر اللہ[2]

اونٹ اور گائے کی قربانی کو ہم نے تمہارے لئے دینِ الٰہی کے شعاروں سے کیا

امام محمد جامع صغیر میں فرماتے ہیں، وَالْبُدْنُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ[3] (اونٹ اور گائے بُدنہ ہیں۔ ت) اور اگر شعارِ اسلام کو اور بھی خاص اعدائے اسلام کے مقابلہ میں اپنی ایک نالی کے برابر بھی نہ سمجھو، تو جان لو کہ اللہ واحد قہار کے یہاں تمہاری قدر کتنی ہے اگر وہ ضرورت وضرر جو سوال میں مذکور ہوئے نہ بھی ہوتے بقدرِ قدرت کوشش لازم تھی، حدیث میں ہے: لیس منّا من اعطی

---

[1] المستدرک للحاکم کتاب الدعا دار الفکر بیروت ۱/۴۹۴-۹۵
[2] القرآن الکریم ۲۲/۳۶
[3] الجامع الصغیر باب تقلید البدن مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۳۱

الدنیة فی دیننا[1] ہمارے گروہ سے نہیں جو ہمارے دین کے معاملے میں دبتی رکھنے دے کہ اُن ضرورتوں اور ضرروں کے ہوتے ہُوئے بیشک جو اس میں بے پروائی وچشم پوشی برتے گا اور حسبِ طاقت دین کی مدد نہ کرے گا اور شعارِ اسلام کو نقصان پہنچنے دے گا روزِ قیامت سخت باز پرس میں پکڑا جائے گا اور اس کی جزا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت میں اُس کی شدید حاجت کے وقت اُسے بے یار و مددگار چھوڑے، جیسا اس نے دین کی مدد سے مُنہ موڑا، قال اللہ تعالیٰ فکذلك الیوم تنسیٰ[2] اُس سے قیامت میں فرمایا جائے گا جیسا تُونے دین کو بھلا دیا تھا ویسا ہی آج تُو بھلا دیا جائے گا کہ کوئی تیری خبر نہ لے گا، والعیاذ باللہ تعالےٰ، واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۸ از پرولیا ضلع مان بھوم مسئولہ خلیفہ محمد جان شب ۱۹ ذی القعدہ ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ترکِ گاؤکشی یا ترکِ قربانیِ گاؤ مصلحتِ وقت سمجھ کر چھوڑ دیا جائے اس پر مذہبی نقصان ہے یا نہیں؟

الجواب

گاؤکُشی مباح قطعی ہے، مشرکین کی خاطر اُسے بند کرنا مشرک کا بول بالا کرنا ہے، اور قربانیِ گاؤ شعارِ اسلام ہے، مشرکین کی خاطر اس کا بند کرنا حرام ہے، وھو تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ ۱۹۹ از شہر بریلی صدر بازار، مکان ۸۹، مرسلہ حافظ بنّے خاں صاحب مورخہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

قربانی گاؤ کے متعلق علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

ہندوستان میں قربانیِ گاؤ کا جاری رکھنا واجب ہے اور خوشنودیِ ہنود کے لئے اس کا بند کرنا حرام ہے،

واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ان کانوا مؤمنین[3] اللہ و رسول زیادہ اس سے مستحق ہیں کہ انھیں راضی کرو اگر تم مسلمان ہو۔

---

[1] صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد ۱/۳۸۰
مسند احمد بن حنبل فلم نعطی الدنیة فی دیننا ۴/۳۳۰

[2] القرآن الکریم ۲۰/۱۲۶

[3] " ۹/۶۲

والتفصیل فی رسالتنا "انفس الفکر فی قربان البقر" (تفصیل ہمارے رسالے "انفس الفکر فی قربان البقر" میں ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

37

مسئلہ ۲۰۲ و ۲۰۳: از آنولہ ضلع بریلی مرسلہ چودھری رحیم بخش صاحب مورخہ ۷ ذی الحجہ ۱۳۳۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے گائے قربانی کے واسطے خریدی، چونکہ قربانی گائے کی اہلِ ہنود کے واسطے باعث دل آزاری ہوگی اس لئے زید خوشنودیِ اہلِ ہنود کے واسطے گائے خرید کردہ سے بیل یا بھینس وغیرہ بدل کر قربانی کرنا چاہتا ہے تو عندالشرع یہ بدلنا درست ہے یا نہیں؟ اور گائے کی قربانی بوجہ اتحاد کے موقوف کردینا درست ہے یا نہیں؟

(۲) محض خوشنودیِ اہلِ ہنود کے لئے قربانی بجائے تین روز کے ایک دن مقرر کریں، درست ہے یا نہیں؟ اور ایک دن مقرر کرلینے والوں کو عندالشرع کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

(۱) وہ گائے کہ بہ نیت قربانی خریدی، اس کا دوسری گائے سے بدلنا بھی منع ہے کہ اللہ کے واسطے اس کی نیت کرکے پھرنا معیوب ہے اور ہندوؤں سے اتحاد حرام، اور اس کی وجہ سے گائے کی قربانی موقوف کرنا حرام، اور حرام موجبِ غضبِ جبّار وعذابِ نار، ایسا کرنے والوں کا حشر ہندوؤں کے ساتھ ہوگا، حدیث میں ارشاد ہوا کہ "میں قسم کھا کر فرماسکتا ہوں کہ جو جس سے اتحاد رکھے گا اس کا حشر اُسی کے ساتھ ہوگا[1]۔" واللہ تعالٰی اعلم

(۲) یہ بھی حرام ہے، ہنود کی خوشنودی کے لئے اللہ ورسول کے حکم میں تنگی کرنا مسلمانوں کا کام نہیں، واللہ تعالٰی اعلم۔

---

[1] المعجم الکبیر حدیث ۲۵۱۹ المکتبۃ الفیصلیہ بیروت ۳/ ۱۹